حدیث "تین مسجدوں کے علاوہ کسی کی طرف سفر نہ کیا جائے" کی وضاحت

مجیب: مولانا محمد ماجد علی مدنی

فتوی نمبر: WAT-2858

تاریخ اجراء: 02 محرم الحرام 1446ھ/09 جولائی 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

ثواب کی نیت سے صرف تین مساجد کی طرف سفر کرنا جائز ہے، اس مفہوم والی حدیث کی وضاحت فرمائیں، نیز کیا اس حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اولیاء کے مزارات پر زیارت کی نیت سے سفر کرنا حرام ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

سائل نے جس حدیث پاک کی طرف اشارہ کیا وہ حدیث صحاح ستہ اور اس کے علاوہ کئی کتب احادیث میں موجود ہے۔ اس حدیث پاک میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلقاً ہر طرح کے سفر سے منع نہیں فرمایا بلکہ ایک مخصوص قسم کے سفر سے منع کیا ہے اور اس مخصوص سفر سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے ایک مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد کی طرف فقط یہ سمجھ کر جانا کہ دوسری مسجد میں ثواب زیادہ ملے گا، یہ ممنوع ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ تین مساجد کے علاوہ بقیہ مساجد میں نمازوں کا ثواب فی نفسہ برابر ہے لہٰذا وہاں ثواب کی زیادتی کی نیت سے سفر کرنا محض لغو و فضول ہو گا۔ حدیث کے اس معنی کی تائید مسند احمد والی روایت سے ہوتی ہے کہ اس میں اس چیز کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ سفر سے مراد دوسری مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے کیا جانے والا سفر ہے۔

نیز حدیث پاک سے اگر مذکورہ بالا مخصوص سفر مراد نہ لیا جائے بلکہ مطلقاً ہر طرح کا سفر مراد لیا جائے تو پھر سفر جہاد، سفر حج، سفر بغرض طلبِ علم دین، سفر تجارت، سفر بغرض صلہ رحمی وغیرہ بھی ناجائز ہو جائیں حالانکہ ان امور کے لئے سفر کرنا نہ صرف جائز بلکہ کبھی واجب اور کبھی فرض بھی ہوتا ہے جو کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ اور اگر ان سب قسم کے سفروں کو ناجائز مان لیا جائے تو دین و دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائیگا۔

جب عقلی و نقلی اعتبار سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہاں کسی مسجد کی طرف بغرض نماز کیا جانے والا سفر ہی مراد ہے تو پھر اس حدیث کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو یا اولیاء و صالحین کے مزارات پر حاضری دینے کے لئے سفر کرنے کو ناجائز کہنا، سراسر جہالت و باطل ہے جیسا کہ محدثین کرام و شارحینِ حدیث نے اس بات کو بالکل واضح طور پر بیان کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد: مسجدی ھذا و مسجد الحرام و مسجد الأقصى “ترجمہ: کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) مگر تین مساجد کی طرف، میری اس مسجد کی طرف، مسجد حرام کی طرف اور مسجد اقصی کی طرف۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب لا تشد الرحال، جلد2، صفحہ1014، دار احیاء التراث العربی)

امام احمد بن حنبل (متوفی 241ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لا ینبغی للمطی ان تشد رحالہ الی مسجد تبتغی فیہ الصلٰوۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ و مسجدی ھذا“ ترجمہ: اونٹنی کو سزاوار نہیں کہ اس کے کجاوے کسی مسجد کی طرف بغرض نماز کسے جائیں سوائے مسجد حرام و مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد18، صفحہ152، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

ابو الفضل امام احمد بن علی المعروف بابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ”قال بعض المحققین قولہ إلا إلى ثلاثة مساجد المستثنى منه محذوف فإما أن يقدر عاما فيصير لا تشد الرحال إلى مكان في أي أمر كان إلا إلى الثلاثة أو أخص من ذلک لا سبيل إلى الأول لإفضائه إلى سد باب السفر للتجارة وصلة الرحم وطلب العلم وغيرها فتعين الثاني والأولى أن يقدر ما هو أكثر مناسبة وهو لا تشد الرحال إلى مسجد للصلاة فيه إلا إلى الثلاثة فيبطل بذلک قول من منع شد الرحال إلى زيارة القبر الشريف وغيره من قبور الصالحين والله أعلم“ ترجمہ: بعض محققین نے فرمایا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان إلا إلى ثلاثة مساجد میں مستثنیٰ منہ محذوف ہے۔ یا تو مقدر مستثنیٰ منہ عام ہوگا اور اس صورت میں معنی یہ بنے گا کہ تین جگہوں کے علاوہ کسی جگہ کی طرف کسی بھی غرض سے سفر نہ کیا جائے یا مستثنیٰ منہ کوئی خاص ہوگا۔ پہلی صورت اختیار کرنے کی طرف تو کوئی راہ ہی نہیں کہ اس سے تو تجارت، صلہ رحمی و طلب علم وغیرہ کے لئے سفر کرنے کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا لہٰذا دوسری صورت ہی معین ہے اور یہاں وہ مستثنیٰ منہ مقدر نکالنا بہتر ہے کہ جس کی

مناسبت زیادہ بنتی ہو اور وہ یہ ہے کہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے کجاوے نہ کسے جائیں سوائے تین مساجد کے۔ لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور دیگر صالحین کی قبور کی زیارت کے لئے کجاوے باندھنے (سفر کرنے) سے منع کرنے والے کا قول باطل ہے۔ (فتح الباری لابن حجر، باب فضل الصلوۃ فی مسجد الخ، جلد3، صفحہ66، دار المعرفۃ، بیروت)

امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی (متوفی 505ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء علوم الدین میں اور پھر ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوۃ ج2، ص589، میں لکھتے ہیں: واللفظ للاول "وقد ذهب بعض العلماء إلى الاستدلال بهذا الحديث في المنع من الرحلة لزيارة المشاهد وقبور العلماء والصلحاء وما تبين لي أن الأمر كذلك بل الزيارة مأمور بها قال صلى الله عليه وسلم كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها ولا تقولوا هجرا والحديث إنما ورد في المساجد وليس في معناها المشاهد لأن المساجد بعد المساجد الثلاثة متماثلة ولا بلد إلا وفيه مسجد فلا معنى للرحلة إلى مسجد آخر وأما المشاهد فلا تتساوى بل بركة زيارتها على قدر درجاتهم عند الله عز وجل نعم لو كان في موضع لا مسجد فيه فله أن يشد الرحال إلى موضع فيه مسجد وينتقل إليه بالكلية إن شاء ثم ليت شعري هل يمنع هذا القائل من شد الرحال إلى قبور الأنبياء عليهم السلام مثل إبراهيم وموسى ويحيى وغيرهم عليهم السلام فالمنع من ذلك في غاية الإحالة فإذا جوز هذا فقبور الأولياء والعلماء والصلحاء في معناها فلا يبعد أن يكون ذلك من أغراض الرحلة كما أن زيارة العلماء في الحياة من المقاصد"

ترجمہ: بعض علماء اس حدیث سے متبرک مقامات اور علماء و صالحین کی قبور کی زیارت کے لئے سفر کے ممنوع ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ میرے لئے واضح نہ ہو سکا کہ معاملہ اسی طرح ہے، بلکہ (ان مقامات کی) زیارت کا تو حکم دیا گیا ہے چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا پس اب تم ان کی زیارت کرو اور نامناسب گفتگو نہ کرو" اور سفر سے ممانعت والی حدیث وہ مساجد کے بارے میں ہے اور متبرک مقامات اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ تین مساجد کے علاوہ باقی مساجد ایک جیسی ہیں اور ہر شہر میں مسجد ضرور ہوتی ہے اس لئے دوسری مسجد کی طرف سفر کرنے کا کوئی معنیٰ ہی نہیں بنتا بہر حال متبرک مقامات آپس میں مساوی و ہم مثل نہیں بلکہ ان کی زیارت کی برکت ان کے اللہ عزوجل کے ہاں ثابت شدہ درجات کے مطابق ہو گی۔ ہاں اگر کسی جگہ مسجد نہیں ہے تو اس کو کسی دوسری جگہ جہاں مسجد ہو وہاں جانے کا اختیار ہو گا اور اگر چاہے تو وہ وہیں مستقل طور پر

منتقل ہو جائے۔ کاش میں جان لیتا کہ کیا یہ شخص انبیاء کرام علیھم السلام مثل ابراہیم، موسی ویحیی وغیرہم علیھم السلام کے مزارات وقبور کی طرف سفر کرنے سے منع کرے گا؟ اس کا ممنوع ہونا تو اعلی درجے کا محال ہے۔ پس جب یہ جائز ہے تو اولیاء، علماء اور صلحاء کی قبور بھی اسی حکم میں ہے۔ لہٰذا سفر کی اغراض میں سے اس کا ہونا کوئی بعید نہیں ہے جس طرح کہ علماء کی حیات میں ان کی زیارت کرنا مقصود ہوتا ہے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الاول، الفصل الاول، جلد1، صفحہ244، دار المعرفۃ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں "رہی حدیث "لا تشد الرحال" آئمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ وہاں ان تینوں مسجدوں کے سوا اور مسجد کے لیے بالقصد سفر کرنے سے ممانعت ہے ورنہ زنہار الفاظِ حدیث طلبِ علم واصلاحِ مسلمین وجہاد واعداو نشرِ دین وتجارتِ حلال وملاقاتِ صالحین وغیرہا مقاصد کے لیے سفر سے مانع نہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج10، ص800، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "سواء ان مسجدوں کے کسی اور مسجد کی طرف اس لیے سفر کر کے جانا کہ وہاں نماز کا ثواب زیادہ ہے ممنوع ہے جیسے بعض لوگ جمعہ پڑھنے بدایوں سے دہلی جاتے تھے تاکہ وہاں کی جامع مسجد میں ثواب زیادہ ملے یہ غلط ہے ہر جگہ کی مسجدیں ثواب میں برابر ہیں۔" (مراۃ المناجیح، جلد1، صفحہ431، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

اس سب سے قطع نظر سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے روضہ اطہر کی زیارت کرنے والے کے لئے خود شفاعت کی بشارت سنائی ہے، چنانچہ سنن دار قطنی، شعب الایمان (جلد6، صفحہ 51) مجمع الزوائد (جلد4، صفحہ 2) الترغیب والترھیب (جلد2، صفحہ 27) نوادر الاصول (جلد2، صفحہ 67) میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "من زار قبری وجبت لہ شفاعتی" ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (سنن دار قطنی، کتاب الحج، باب المواقیت، جلد3، صفحہ334، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

تو جس بات کی خود سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ترغیب دلائیں، اس کی نیت کر کے جانا کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے؟

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم